بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

# ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر کی مظلومانہ شہادت

**یاایھاالذین امنو استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصابرین ٥ ولا تقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون٥**

تمام علمی دینی جماعتی حلقوں میں ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر محتاج تعارف نہیں، عصر حاضر میں آپ کا شمار ممتاز فقہاء علماء مفکرین دانشور ادباء شیوخ الحدیث اور ماہرین تعلیم میں ہوتا تھا۔ آپ جدید و قدیم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ نئے پیش آمدہ مسائل پر گہری نظر تھی۔ آپ معتدل مزاج تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت کے بارے میں آپ کی مؤقر رائے کا تمام حلقوں میں احترام کیا جاتا تھا۔ مبادیات اسلام کے بارے میں آپ کا موقف بہت واضح اور دوٹوک تھا۔ جس پر کوئی سمجھوتہ نہ کرتے تھے۔ آپ تمام مسلمہ آئمہ وفقہاء کا حددرجہ احترام کرتے، فہم اسلام میں ان کی آراء کو سنگ میل قرار دیتے تھے۔ کتاب وسنت سے استنباط میں ہمیشہ فقہاء کے اصولوں کو مدنظر رکھتے تھے۔ اسلاف کی طرف نسبت پر فخر محسوس کرتے محدثین فقہاء علماء اور مشائخ کی خدمات کا حسین تذکرہ اپنی گفتگو اور تحریروں میں کرتے خصوصاً اپنے خطبات علمی دروس اور محاضرات میں بڑا دلنشیں تذکرہ کرتے تھے۔ اشاعت اسلام میں ان کی قربانیوں اور مشکلات کا بیان کرتے وقت آبدیدہ ہوجاتے۔

حضرت حافظ صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم جامعہ سعیدیہ کے مہتمم مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے وابستہ ہوئے۔ اور امتیازی حیثیت سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ کرام میں شیخ الحدیث مولانا عبداللہ بڈھیمالوی مولانا حافظ بنیامین، مولانا علی محمد حنیف السلفی مولانا ثناءاللہ ہوشیارپوری بطور خاص شامل ہیں۔ سب سے زیادہ آپ شیخ الحدیث حافظ عبداللہ بڈھیالوی سے متاثر تھے۔ ان کے علم وفضل اور زہد ورع کا اکثر ذکر کرتے۔ حافظ صاحب بہت ذہین اور مضبوط حافظہ کے مالک تھے۔ قرآن مجید کی منزل بہت پختہ تھی۔ کثرت سے قرآن حکیم کی تلاوت کرتے۔ اسباق پڑھتے ہوئے قواعد نحو وصرف زبانی یاد کر لیتے اصول حدیث اور اصول فقہ ازبر تھے۔ عربی لغت اور زبان پر مکمل عبور حاصل تھا۔ نہایت عمدہ نثر لکھتے۔ سینکڑوں کی تعداد میں عربی

اشعار یاد تھے۔ جسے بطور استشہاد پیش کرتے۔ زمانہ طالب علمی میں ہی قائدانہ صلاحیتیں موجود تھیں۔ اہل حدیث مدارس میں طلبہ تنظیم قائم کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا اور جمعیہ طلبہ اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ تنظیم کے ذریعے طلبہ کو نہایت مثبت پیغام دیتے طلبہ جہاں تعلیم حاصل کرنے اور محنت کا شوق پیدا کرتے وہاں تحریر کا ذوق بھی اجاگر کرتے۔ اسلاف کے کارناموں سے متعارف کرایا اور پہلی کتاب مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے حالات زندگی پر مرتب کر کے شائع کیجسے تمام حلقوں میں پذیرائی ملی۔ جبکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی معرکۃ الاراء کتاب العجالۃ النافعہ کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا۔

فراغت کے بعد آپ نے مدرسہ دار الحدیث المحمدیہ حافظ آباد مدرسہ ضیاء السنہ راجہ جنگ میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک آپ جامعہ سعیدیہ خانیوال کے ساتھ منسلک رہے آپ کی شادی مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی کی صاحبزادی کے ساتھ انجام پائی۔

1977ء میں آپ میاں فضل حق مرحوم کی درخواست پر جامعہ سلفیہ کے شعبہ تحقیق وتالیف کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ اس کے لیے خصوصی توجہ شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ عیسیٰ خاں نے دلائی تھی۔ اپنے قیام کے دوران آپ نے متعدد کتب شائع کیں، جن میں الادب المفرد، تلخیص الحبیر، المنتقی لابن جارود شامل ہیں تقریباً 1979ء میں آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اعلیٰ تعلیم کے لیے تشریف لے گئے اور کلیۃ الشریعۃ کے ساتھ منسلک ہوئے جہاں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوئے آپ کی علمی حیثیت سے اساتذہ بھی متاثر تھے۔ فراغت کے ساتھ آپ پاکستان تشریف لائے۔ تو مکتب الدعوۃ لاہور میں بطور محقق کے کام کا آغاز کیا۔ اس وقت کے مدیر الشیخ عبدالعزیز العتیق آپ سے بے حد متاثر تھے۔ اور قدر کی نظر سے دیکھتے۔ آپ نے بڑی محنت اور لگن سے ادارے میں کام کیا' اور تادم مرگ مکتب الدعوۃ کے ساتھ ہی منسلک رہے۔ اس دوران جتنے بھی مدراء تشریف لائے۔ وہ آپ کی حیثیت کے معترف رہے۔ جن میں الشیخ ابراہیم الفالح الشیخ یحیی الیحیی الشیخ عبدالرحمن السعیدی' الشیخ العطاء اللہ اور حالیہ مدیر مکتب الدعوۃ' الشیخ محمد بن سعد الدوسری قابل ذکر ہیں۔

الشیخ محمد بن سعد الدرسری عرصہ دس سال سے پاکستان میں دعوتی تبلیغی و تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور آپ نے پاکستان کے طول وعرض میں موجود دینی مدارس اور تعلیمی مراکز کا دورہ کیا ہے اور مکتب الدعوۃ کے زیر نگرانی کام کرنے والے دعاۃ اور مدرسین کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے سفر کیا۔

اس پورے سفر میں حضرت حافظ عبدالرشید اظہران کے ہمرکاب رہے۔اسی طرح پاکستان میں منعقد ہونے والی بڑی کانفرنسوں اور جلسوں میں بھی آپ سعودی مہمانوں کی ترجمانی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو نہایت اعلیٰ ادبی ذوق عطا فرمایا تھا۔آپ بہت اچھے انشاء پرداز تھے۔تحریر عام فہم اور سلیس ہوتی۔انداز تحریر بڑا پرکشش ہوتا۔بہت عمدہ تعبیر کرتے۔قرآن وحدیث سے دلائل کا انبار لگادیتے۔اور مضمون کا حق ادا کردیتے۔

خلاف اسلام مضامین کا جواب بڑے تحمل سے دیتے' قرآن وحدیث کے دلائل اور منطق سے استدلال کرتے اور بسا اوقات جارحانہ اسلوب بھی اختیار کرتے۔خصوصاً منکرین حدیث کے مضامین کا مسکت جواب دیتے۔اور انہیں سب سے بڑا دجالی فتنہ قرار دیتے۔آپ کے مضامین ہفت روزہ الاعتصام اہل حدیث تنظیم اہل حدیث اور ترجمان الحدیث میں شائع ہوتے رہتے تھے۔آپ عربی ادب کا بھی ذوق رکھتے تھے۔آپ کے علمی مضامین عربی رسالوں میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔

آپ نے جہاں تخلیقی کام کیے' وہاں بعض کتابوں کے ترجمے بھی کیے جو اردو زبان میں شائع ہوئے اور بعض کتابیں فارسی سے عربی میں منتقل کیں جنہیں علمی حلقوں میں بہت شہرت ملی۔جن میں قابل ذکر کتاب اصلاح شیعہ ہے۔حضرت حافظ صاحب نے گذشتہ دس سالوں میں اندرون اور بیرون ملک تبلیغی دعوتی تدریسی تعلیمیسفر کیے' آپ متعدد مرتبہ برطانیہ امریکہ انڈونیشیا' عرب امارات اور سعودی عرب تشریف لے گئے اور بڑے اجتماعات اور کانفرنسوں میں خطاب کیے۔

پاکستان میں آپ کا قابل قدر اور شاندار کارنامہ بخاری شریف کی آخری حدیث پر ایک نئے اسلوب کے ساتھ درس کا آغاز ہے۔گذشتہ ایک دھائی سے آپ نے سینکڑوں مقامات پر نہایت منفرد اسلوب میں یہ درس دیئے اور بار بار ایک جگہ پر تشریف لے جاتے رہے لیکن ہر بار ایک نئے مضمون کے ساتھ اپنا درس دیا۔آپ کو اپنے موضوع پر اس قدر گرفت ہوتی۔کہ اس کا کوئی گوشہ تشنہ نہ رہتا۔اور تمام سامعین مستفید ہوتے۔آپ کی گفتگو میں عوام کے لیے بھی بہت سا مواد اور علماء کے لیے علمی نکات ہوتے۔یہی وجہ ہے کہ آپ علماء کے ساتھ عوام الناس میں بھی یکساں مقبول تھے۔

جامعہ سلفیہ کی تقریب اختتام صحیح بخاری میں متعدد بار تشریف لا چکے تھے جامعہ سلفیہ بذات خود اس بات پر ناز کرتا کہ اس کا ایک فرزند اور سپوت اپنی مادر علمی کی مسند حدیث پر بیٹھ کر درس حدیث دے رہا

ہے۔ جبکہ حضرت حافظ صاحب بذات خود اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔ جس کی کمال مہربانی سے وہ اس قابل سمجھے گئے۔ جامعہ سلفیہ کی تعلیمی علمی خدمات کا نہ صرف اعتراف کرتے۔ بلکہ اس کی تحسین بھی کرتے اور دوسرے تعلیمی اداروں کو جامعہ سلفیہ کی تقلید کا مشورہ دیتے۔

جامعہ سلفیہ میں منعقد ہونے والی تمام قابل ذکر مجلسوں' محفلوں' جلسوں' کانفرنسوں میں حضرت حافظ صاحب کی شرکت یقینی ہوتی۔ نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ بیان کرتے لیکن جامعہ کی تعمیر نو کے موقع پر منعقد ہونے والی یادگار تقریب سنگ بنیاد پر آپ کا خطاب مثالی تھا۔ جب کراچی سے پشاور تک تمام ممتاز علماء و مشائخ قائدین زعماء سٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ جس میں مولانا معین الدین لکھوی' مولانا محمد حسین شیخوپوری' مولانا حافظ محمد یحییٰ میر محمدی' حضرت علامہ پروفیسر ساجد میر' مولانا محمد سلفی' مولانا ابوتراب علی محمد' مولانا حافظ ثناء اللہ عیسیٰ خاں' مولانا عتیق اللہ سلفی' مولانا محمد اسدؒ مولانا پروفیسر عبدالجبار شاکر جیسی نابغہ روزگار ہستیاں شامل تھیں تو آپ نے تمام لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اتنی اہم شخصیات کو یکجا اکٹھا کرنا صرف جامعہ سلفیہ کا اعزاز ہے۔ جس پر ہم جامعہ سلفیہ کے تمام منتظمین کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں ان کی زیارت کا موقعہ دیا ہے۔ اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ لوگوں' ان علماء کی زیارت کرلو۔ بار باران کو دیکھ لو۔ ایسے مناظر زندگی میں بار بار نہیں ملتے۔ آج بلاشبہ تاریخی دن ہے اللہ تعالیٰ ان علماء کو قائم و دائم رکھے۔ اور جامعہ سلفیہ کو اس کار خیر پر بہترین اجر سے نوازے۔

جامعہ سلفیہ اور حافظ عبدالرشید اظہر لازم و ملزوم تھے۔ ان کے تذکرہ کے بغیر جامعہ سلفیہ کی تاریخ ادھوری ہے اور جامعہ سلفیہ کا تذکرہ کیے بغیر آپ کی سوانح نامکمل ہوگی۔ آپ جامعہ سلفیہ کے ساتھ بے پناہ محبت کرتے۔ اپنی جیب خاص سے جامعہ کے لیے سالانہ فنڈ ادا کرتے۔ اس کی تعمیر میں بھی بھرپور حصہ لیتے' جامعہ سلفیہ کی جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا' شدید گرمی کے باوجود تشریف لائے اور دعا میں شرکت کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ روپے کا عطیہ عنایت فرمایا' جامعہ کے مفادات کا خود تحفظ کرتے' اس کی خیر خواہی کرتے' بہتری کے لیے نہایت مفید مشورے دیتے اس کی کوششوں کو سراہتے اور حوصلہ افزائی کرتے۔ جامعہ میں کام کرنے والے تمام اساتذہ کا بے حد احترام کرتے اور دعائیں دیتے۔

اللہ تعالیٰ حضرت حافظ صاحب کو شہادت کا رتبہ عطا فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے' نیکو کاروں کے ساتھ انجام فرمائے۔ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔